بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

اسلام اور میزانیۃ الدولۃ

رئیس التحریر سید نصیب علی شاہ ممبر قومی اسمبلی

اسلامی فلاحی ریاست کا نظام عدل پر مبنی ہوتا ہے اس لئے یہاں ایک فرد اور رعایا کے معاشی حالات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے یہاں کا حکمران ظلم و جبر سے دور رہتا ہے۔ اور اس کے آمدنی اور محاصل کے جملہ ذرائع عام فرد کی معاشی استحکام اور اس کو وسائل معاش فراہم کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسلامی حکمران کے اخراجات بہت کم ہوں گے اور بنیادی ضروریات کے علاوہ اس کے بجٹ کا محور رعایا ہوں گے۔ اسلامی معیشت یا بجٹ میں دو باتوں کی ضمانت موجود ہے ایک یہ کہ کوئی انسان کسی حال میں بقدر ضرورت سامان معاش سے محروم نہ رہے۔ دوسری بات یہ کہ عام فرد کو ضرورت سے زیادہ مال و متاع کمانے کے مواقع حاصل ہوں آج اگر ہم سرمایہ دارانہ نظام کو دیکھیں تو اس کے اندر عام فرد کے بجائے جملہ مراعات و سامان معاش اور کمائی کے حقوق صرف سرمایہ دار اور غاصب و امر کو حاصل ہیں۔ جب کہ اشتراکی نظام میں بقدر ضرورت معاشی سامان کی فراہمی ممکن ہے۔ لیکن اس کے اندر دوسری شکل موجود نہیں، آج اگر پاکستان کے اندر ہم اسلامی معیشت کو اپنالیں اور بجٹ کی تشکیل و وضع کرنے میں اسلامی اصول کو اپنالیں تو اس کا بہتر اثر معاشرہ کے فرد پر پڑے گا اور ریاست کے عام فرد کو دنیا میں اپنے اور اپنی معاشی زندگی کو استوار کرنے کا موقع حاصل ہوگا بدقسمتی سے پاکستان کے اندر برطانوی استعمار کے دور میں محاصل اور بجٹ کے جو اصول وضع تھے آج بھی ان پر عمل جاری ہے اور 55 سال میں رعایا اور ملک دونوں بدحالی کی طرف جا رہے ہیں۔ محاصل سے جمع شدہ آمدنی کا زیادہ تر حصہ انتظامی معاملات، دفاع اور قرضوں پر صرف کیا جاتا ہے اور اگر آپ پاکستان کے ہر سال کے بجٹ کا جائزہ لیں تو اس کے اندر فرد کے لئے معاشی سہولتوں اور مراعات کی ضمانتیں نہ ہونے کی برابر ہیں۔ اسلام نے جسمانی زندگی اس کے تقاضوں اور مادی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اس کے لئے جائز طریقے وضع کئے ہیں جن کو اگر آج بھی اختیار کئے جائیں تو کفالت عامہ کا ایک مثالی نظام پیش کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے بجٹ کا جو سلسلہ وضع کیا جاتا ہے اس میں بھی ظلم و جبر کا عنصر شامل ہے وہ سرمایہ دارانہ اصول پر مبنی ہے اسلام کا نظام محاصل عادلانہ اور منصفانہ اصولوں پر مبنی ہے اس میں سہولت اور ضرورت دونوں شامل ہیں۔ اگر واقعی پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور آئین کی رو سے اس کے جملہ قوانین کتاب و سنت کے تحت تشکیل دیئے جانے ضروری ہیں تو آج ظالمانہ ٹیکسوں کو ختم کرنا ہوگا۔ اسلام میں بنیادی ضروریات پر ٹیکس نافذ کرنا تو کجا بلکہ اس کو رعایا تک بوقت ضرورت امیر المومنین کا فرض قرار دیا گیا اسلام کا امیر کہتا ہے کہ اگر دریا فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر جائے تو عمر سے اس کا باز پرس ہوگا آج پاکستان کے اندر خودکشیاں ہو رہی ہیں

اگر چہ اسلام کے اندر تنگی رزق یا کسی بھی وجہ سے خودکشی حرام ہے لیکن آج مغربی طرز زندگی اور سرمایاورانہ معاشی طریقے اختیار کرنے کی وجہ سے ایک مسلم ریاست کے اندر خودکشیاں قابل افسوس ہیں۔ اگر بنیادی ضروریات اور سامان معاش کو مروجہ ٹیکسوں سے مبرا کر کے ان کا حصول آسان بنایا جائے تو آج ان خودکشیوں پر قابو پانا آسان ہو جائے گا حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ شام سے واپس آتے ہوئے راستے میں چند آدمیوں کو دھوپ میں کھڑا دیکھا جب انہوں نے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ انہیں جزیہ ادا نہ کرنے کی سزا دی جا رہی ہے۔ حالانکہ وہ لوگ جزیہ کی ادائیگی کے قابل نہیں تھے تو آپؓ نے اپنے عاملوں کو اس ظالمانہ روش پر ڈانٹتے ہوئے سختی سے فرمایا ان کو چھوڑ دو اور ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دو اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب میں نہ ڈالو اس لئے کہ جو لوگ دنیا میں انسانوں کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ذمیوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے اور ان کے عہد کو پورا کرے ان کی حفاظت میں ان کے دشمن سے جنگ کرے اور خراج کی آدائیگی میں ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالے۔ (بحوالہ مقالہ پروفیسر محمد عبداللہ مروجہ قوانین) آج پاکستان کے اندر پانچ قسم کے ٹیکس نافذ ہیں جن میں سیلز ٹیکس وغیرہ سے عام فرد متاثر ہے۔ پیداوار کے ٹیکس تلے عام فرد کی زندگی دب چکی ہے اور اس کے وسائل حیات کے رگ کو دبایا جا رہا ہے تو رعایا میں بھوک وافلاس و بیروزگاری بڑھے گی اور پاکستان کے اندر، روزانہ خودکشیوں کی خبریں کیوں نہیں آئیں گی۔ بجٹ کو استحصالی نظام کے تحت پیش کرنا ظالمانہ طریقہ ہے اس طرح عوام کو بیت المال یا خزانہ کے حالات سے باخبر رکھنا ان کا شرعی حق ہے۔ اس طرح رعایا کو صحیح اعداد و شمار دیکھائے جائیں تا کہ حکمران اور رعایا متفقہ طور پر اپنے حال احوال کو استوار رکھیں۔ بجٹ ہو یا معیشت کا ذکر ہو اس میں اعداد و شمار کو بھی انتہائی اہمیت حاصل ہے لیکن افسوس ہے کہ نظام روزگار و وسائل و محاصل کے لحاظ سے قوم کو صحیح اعداد و شمار مہیا نہیں کئے جاتے یا ناقص معلومات فراہم کی جاتی ہیں جب کہ ٹیکس سے متعلق جو معلومات مطبوعات کے ذریعہ 1970ء میں پیش کی جا رہی تھیں، وہ اب ایک تہائی شائع کئے جاتے ہیں۔ اور قوم ان معلومات کے حصول اور واقفیت سے محروم چلا آ رہا ہے۔ پاکستان کی 26 فی صد پیداوار زراعت سے ہیں۔ 45 فی صد روزگار کا تعلق زراعت سے ہیں اور 60 فی صد آبادی کی روزگار زراعت سے ہے لیکن سرکاری طور سے یہ تفصیلات فراہم نہیں کئے جا رہے ہیں۔ پیداوار کا صحیح اندازکسی کو معلوم نہیں غربت اور شرح افلاس کو جاننے کا کوئی طریقہ موجود نہیں جب کہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے غربت اور افلاس سے باخبر رہے، سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروقؓ برابر اپنی رعایا کی خود خبر گیری فرماتے تھے آج کے اس جدید دور میں کیا اس طرح کا کوئی ریاست موجود ہے جس کو رعایا کی معیشت کے احوال ان کے حکام کو براہ راست حاصل ہوں پاکستان کے اندر 1990ء سے غربت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 18 فی صد آبادی نکتہ افلاس (خط غربت) سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ اور یہ شرح 2000ء میں 32 فی صد اور آزاد ذرائع کے مطابق اب چالیس فی صد ہیں۔ جب کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے کہا ہے کہ پاکستان کے اندر عملاً غربت مسلسل بڑھ رہا ہے۔